

4 مارچ 1963

ازعدالت عظمیٰ  
احمد حافظ خان  
بنام  
محمد حسن خان

(پی۔ بی۔ گجیندر گڈ کر، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ جسٹسز)۔

مالکانہ حقوق، قانون سازی کا خاتمہ۔ جواز۔ سر اور خور کاشت زمین میں کاشتکاری کے حقوق، اگر اور جب حکم نامے پر عمل درآمد میں فروخت کے خلاف تحفظ حاصل ہو۔ مدھیہ پردیش ملکیت کے حقوق کا خاتمہ (اسٹیٹ، محل، غیر منقولہ اراضی) ایکٹ، 1950 (1951 کا۔ ایم۔ پی۔ 1)، دفعات 43، 49۔

ایک محمد یوسف نے اپیل کنندہ کے خلاف ڈگری باپت رقم پر عمل کرتے ہوئے اپیل کنندہ کا حصہ ایک گاؤں میں سر اور خود کاشت زمینوں کے ساتھ منسلک کیا۔ فروخت ہونے سے پہلے، مدھیہ پردیش کے ملکیت کے حقوق کے خاتمے (اسٹیٹ، محل، غیر منقولہ اراضی) ایکٹ، 1950 ایم پی 1951 کا 1) کو اس علاقے پر لاگو کیا گیا تھا، اور گاؤں میں ملکیت کے حقوق ریاست میں شامل تھے۔ اکتوبر 1951 کو مدعا علیہ نے نیلامی فروخت میں سر خود کاشت کھیتوں کو خرید اور اس میں اپیل کنندہ کے اعتراض کو مسترد کر دیا گیا، فروخت کی تصدیق کر دی گئی۔ اپیل پر، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے فروخت کو کالعدم قرار دے دیا اور جائیداد اپیل کنندہ کو بحال کر دی گئی۔ مزید اپیل پر، اس حکم کو واپس لے لیا گیا اور نیلامی کے خریدار کو دوبارہ جائیداد کے قبضے میں ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے عمل درآمد کرنے والی عدالت میں اس بات پر اعتراض کرتے ہوئے درخواست دی کہ کھیتوں کو فروخت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ اپیل کنندہ کے اعتراض کو سول جج نے مسترد کر دیا اور ضلعی جج اور ہائی کورٹ میں اس کی مسلسل اپیلیں بھی ناکام ہو گئیں۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل پر، اپیل کنندہ کی بنیادی دلیل یہ تھی کہ سر اراضی میں کاشتکاری کے حقوق خاتمے کے قانون کی دفعہ 43 کے پیش نظر حکم نامے پر عمل درآمد میں فروخت کا موضوع نہیں ہو سکتے۔

فرض کیا گیا کہ خاتمے کے قانون کے عمل سے مالک جائیداد یا گاؤں کا مالک بننا بند کر دیتا ہے جس میں مالک کی ملکیت سے منسلک زمین بھی شامل ہے۔ لیکن سر کی زمینوں میں کاشتکاری کے حقوق جو اس کا گھر بلو کھیت تھے اس کے پاس محفوظ ہیں اور خاتمے کے قانون کی دفعہ 38 کے تحت وہ ان کھیتوں کا مالک مکبوزہ بن جاتا ہے۔ خاتمے کا قانون مالکان کو ان کی جائیداد کے مفاد

سے محروم کر کے انہیں گھریلو کھیت میں ان کے نئے حقوق کے حوالے سے تحفظ فراہم کرتا ہے جو مالک کا ملک مکبوزہ بن گیا ہے۔

دفعہ 43 کے الفاظ بالکل واضح ہیں اور سر اور خور کاشت زمین میں کاشتکاری کے حقوق جو ایکٹ کے تحت مالک کا گھریلو کھیت بن گئے ہیں، فروخت کے خلاف محفوظ ہیں سوائے اس کے کہ جہاں کاشتکاری کے حقوق رہن یا مالک کی طرف سے بنائے گئے چارج کا موضوع تھے۔ موجودہ معاملے میں یہ شرط موجود نہیں تھی اور اس لیے فروخت کو دائرہ اختیار کے بغیر قرار دیا جانا چاہیے اور اسے الگ کرنے کا حکم دیا جانا چاہیے۔

گووند پرساد بنام پون کمار، 1955 این ایل جے 678 ممتاز۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی سول اپیل نمبر 293۔

مدھیہ پردیش ہائی کورٹ کے 24 دسمبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔ 1959 کی دوسری اپیل نمبر 3۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ڈبلیو ایس بار لنگے اور اے جی رتنا پارکھی۔

گنپت رائے، مدعا علیہ کے لیے۔

1963. 4 مارچ۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ ہے۔۔ ایک محمد۔ یوسف نے 14 جنوری 1950 کو اپیل کنندہ احمد حافظ خان کے خلاف 1277/7 روپے کا ڈگری باپت رقم حاصل کیا۔ حکم نامے پر عمل درآمد میں محمد۔ یوسف نے موزہ تمھاری، تحصیل شکتی، ضلع بلاس پور میں اپیل کنندہ کے دو انا اور 5-7/45 ائی کا حصہ سر اور خود کاشت کے ساتھ منسلک کیا۔ یہ منسلک 28 ستمبر 1950 کو کیا گیا تھا۔ 31 مارچ 1951 کو، فروخت ہونے سے پہلے، مدھیہ پردیش کے ملکیت کے حقوق کے خاتمے (اسٹیٹ، محل، غیر منقولہ اراضی) ایکٹ، 1950 (1951 کا ایم پی ایکٹ نمبر 1) کو اس علاقے کے لیے قابل اطلاق بنایا گیا تھا۔ خاتمے کے قانون کی دفعات کے پیش نظر گاؤں میں ملکیت کے حقوق ریاست کے پاس ہوتے ہیں۔ ابھی تک کوئی تنازعہ نہیں ہے۔

یکم اکتوبر 1951 کو منسلک کھیتوں کو فروخت کر دیا گیا اور مدعا علیہ محمد نے انہیں خرید لیا۔ حسن خان۔ اپیل کنندہ نے کوڈ آف سول پروسیجر کے آرڈر 21 رول 90 کے تحت اعتراضات پیش کرتے ہوئے ایک درخواست دائر کی لیکن درخواست

کو مسٹر دکر دیا گیا اور یکم فروری 1952 کو فروخت کی تصدیق کی گئی۔ فیصلے کے مقروض نے درخواست کو مسٹر دکر نے کے حکم کے خلاف اپیل کی اور یکم مئی 1952 کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، بلاس پور نے فروخت کا حکم دیا، اور جائیداد کا قبضہ اپیل گزار کو بحال کر دیا گیا۔ نیلامی خریداری کی مزید اپیل پر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے حکم کو پلٹ دیا گیا اور نیلامی خریداری کو 16 اپریل 1955 کو جائیداد کے قبضے میں ڈال دیا گیا۔ اپیل کنندہ اور نیلامی کے خریدار دونوں نے عملدرآمد دینے والی عدالت میں درخواست دی۔ اپیل کنندہ نے مزید اعتراض اٹھایا جبکہ نیلامی کے خریدار نے کوڈ آف سول پروسیجر کی دفعہ 144 کے تحت لگان کا مطالبہ کیا۔ ہم اپیل کنندہ کی درخواست سے متعلق فکر مند ہیں۔ اپیل کنندہ کے اعتراض کو سول جج نے مسٹر دکر دیا اور ضلعی جج اور ہائی کورٹ میں اس کی مسلسل اپیلیں بھی ناکام ہو گئیں۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ 24 دسمبر 1959 کو منظور ہوا، اور موجودہ اپیل اس عدالت کی خصوصی اجازت کے ساتھ اس فیصلے کے خلاف دائر کی گئی ہے۔ اپیل کنندہ کی دلیل یہ ہے کہ سرراشی میں کاشتکاری کے حقوق خاتمے کے قانون کی دفعہ 43 کے پیش نظر حکم نامے پر عمل درآمد میں فروخت کا موضوع نہیں ہو سکتے۔ اس دلیل کو ہائی کورٹ نے قبول نہیں کیا اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ ہائی کورٹ کا فیصلہ غلط ہے۔ ہماری رائے میں تنازعہ کو برقرار رکھنا چاہیے۔

وسطی صوبے کرایہ داری ایکٹ، 1920 کے تحت، ایک مالک جو مالک کی حیثیت سے سرزمین پر قبضہ کرنے کا حق کھو دیتا ہے، اس طرح کے حق کے نقصان کی تاریخ سے سرزمینوں کا قبضہ کرایہ دار بن جاتا ہے۔ یہ ایکٹ کے دفعہ 49 کے ذریعے فراہم کیا گیا تھا جو، جہاں تک موجودہ مقصد سے متعلق ہے، مندرجہ ذیل ہے:

"49(1) ایک مالک، جو عارضی طور پر یا مستقل طور پر ہار جاتا ہے، چاہے وہ سول کورٹ کے فرمان یا حکم کے تحت ہو یا منتقلی یا دوسری صورت میں، مالک کی حیثیت سے اپنی سرزمین پر مکمل یا جزوی طور پر قبضہ کرنے کا اس کا حق، اس طرح کے نقصان کی تاریخ پر، اس طرح کی سرزمین کا قبضہ کرایہ دار بن جائے گا سوائے مندرجہ ذیل معاملات کے۔

(a) جب اس طرح کی سرزمین کی منتقلی اس کی طرف سے کی جاتی ہے تو وہ اس طرح کی سرزمین پر کاشت کرنے کے اپنے حق کو منتقل کرنے پر واضح طور پر راضی ہوتا ہے؛ یا

(b) جب ایسی سرزمین کو کسی سول کورٹ کے حکم نامے کے تحت فروخت کیا جاتا ہے، یا پیشگی بندش لگائی جاتی ہے جو اس طرح کی سرزمین کاشت کرنے کے اس کے حق کی فروخت یا پیشگی بندش کی واضح ہدایت دیتا ہے۔

(دیگر ذیلی حصے متعلقہ نہیں ہیں)

خاتمے کے قانون کی وجہ سے ملکیت کے نقصان کا اثر تقریباً یکساں ہے سوائے اس کے کہ پہلا حقیقت دار میں اس کی سر

زمینوں کے سلسلے میں ایک نیا حق پیدا کیا جاتا ہے۔ ریاست کو ملکیتی مفاد منتقل ہونے پر مالک کے پاس جو کچھ باقی رہتا ہے وہ سرکھیتوں میں اس کے کاشتکاری کے حقوق ہیں اور خاتمے کے قانون کی دفعہ 4(2) میں کہا گیا ہے کہ مالک "اپنے گھر کی کھیتی کی زمین پر قبضہ برقرار رکھے گا"۔ "ہوم فارم کی تعریف دفعہ 2(جی) (آئی) کے ذریعے" سال 1948-49 کے سالانہ کاغذات میں مالک کے نام پر سر اور خود کش کے طور پر درج زمین کے طور پر کی گئی ہے۔ اس طرح ایبولیشن ایکٹ کے عمل سے، پروپریٹی اسٹیٹ یا گاؤں کا مالک بننا بند ہو جاتا ہے جس میں مالکانہ ملکیت سے منسلک زمین بھی شامل ہے۔ لیکن سر کی زمینوں میں کاشتکاری کے حقوق جو اس کا گھر یلو کھیت تھے، اس کے اور اس سے نیچے کے لوگوں کے لیے محفوظ ہیں۔ دفعہ 38 خاتمے کے قانون کے تحت وہ ان شعبوں کا ملک مکبوزہ بن جاتا ہے۔ خاتمے کا قانون مالکان کو ان کے ملکیتی مفاد سے محروم کر کے انہیں گھر یلو کھیت میں ان کے نئے حقوق کے حوالے سے کچھ تحفظ فراہم کرتا ہے جو مالک کا ملک مکبوزہ بن گیا ہے۔ خاتمے کے قانون کی دفعہ 43 مندرجہ ذیل فراہم کرتی ہے:

"کوئی بھی زمین جو ملکیت کی تاریخ سے فوراً پہلے، مکمل قبضے یا قبضے کے حق میں رکھی گئی تھی یا سر لینڈ کے طور پر درج کی گئی تھی، ملکیت کی تاریخ سے پہلے ہونے والے کسی بھی قرض کی وصولی کے لیے کسی فرمان یا حکم پر عمل درآمد میں منسلک یا فروخت کی ذمہ دار نہیں ہوگی سوائے اس کے کہ جہاں ایسا قرض جائز طور پر رہن کے ذریعے یا مطلق قبضے یا قبضے کی زمین یا سر لینڈ میں کاشتکاری کے حق پر چارج کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا۔"

اس سیکشن کے ذریعے سر زمینوں میں کاشتکاری کے حق کی منسلک اور فروخت اس وقت تک ممنوع ہے جب تک کہ کاشتکاری کے حقوق کا رہن یا معاوضہ نہ ہو۔ یہ سیکشن ریاست میں فراہم سے پہلے کے قرضوں کے حوالے سے فرمانوں پر لاگو ہوتا ہے جیسا کہ یہاں معاملہ ہے۔

موجودہ معاملے میں منسلک اس سے پہلے تھا، اور اس علاقے میں اس تاریخ کے بعد فروخت جب اس کے خاتمے کا قانون نافذ ہوا۔ سر میں کاشتکاری کے حقوق پر کوئی رہن یا معاوضہ نہیں تھا۔ ڈگری دار محمد۔ یوسف کے پاس صرف ایک رقم کی ڈگری تھی اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ منسلک جائیداد پر چارج عائد کیا گیا تھا تا کہ اسے دفعہ 43 کے آخری حصے میں ایک محفوظ قرض بنایا جا سکے۔ کوئی محفوظ قرض نہ ہونے کی وجہ سے اور کاشتکاری کے حقوق کو گروی نہ رکھنے یا وصول نہ کیے جانے کی وجہ سے ان کھیتوں کی فروخت اس کے خاتمے کے قانون کے نافذ ہونے کے بعد نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے فروخت دائرہ اختیار کے بغیر تھی، اور اس طرح غیر قانونی تھی۔

بانی کورٹ میں فاضل واحد جج نے گووند پرساد بنام پون کمار (1) میں رپورٹ کردہ اپنی ہی عدالت کے ڈویژن بنچ کے فیصلے پر انحصار کیا، جہاں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ خاتمے کے قانون کے بعد گاؤں میں ملکیت کے حصے کی ضبطی بشمول سر اور خود کشٹ اراضی جو اس سے ملحقہ تھی، اس سے پہلے کی گئی تھی۔ خاتمے کے قانون کو مقررہ تاریخ کے بعد گھر یلو کھیت میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ

استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر نسلک گھر یلوکھیت پر برقرار رہ سکتا ہے تو گھر یلوکھیت بھی فروخت کیا جاسکتا ہے۔ فیصلے میں یہ سوال کہ آیا خاتمے کا قانون نافذ ہونے کے بعد گھر یلوکھیت میں کاشتکاری کے حقوق کی فروخت ہو سکتی ہے، اس پر بالکل بھی غور نہیں کیا گیا۔ وہاں ضبطی ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے ہی ضبطی نافذ کر دی گئی تھی اور یہ قرار دیا گیا تھا کہ گھر یلوکھیت پر ضبطی جاری رہنی چاہیے۔ اس بات پر توجہ نہیں دی گئی کہ اگر فروخت نہیں ہو سکتی اور بیچ کی توجہ اس بلشن ایکٹ کی دفعہ 43 کی دفعات کی طرف مبذول نہیں ہوتی تو ضبطی بیکار ہوگی، بصورت دیگر بیچ اس کا ذکر کرتا۔ کسی بھی صورت میں، دفعہ 43 کے الفاظ بالکل واضح ہیں اور سر اور کھڑکشت زمین میں کاشتکاری کے حقوق جو ایکٹ کے تحت مالک کا گھر یلوکھیت بن گئے ہیں، فروخت کے خلاف محفوظ ہیں سوائے اس کے کہ جہاں کاشتکاری کے حقوق رہن یا مالک کی طرف سے بنائے گئے چارج کا موضوع تھے۔ موجودہ معاملے میں یہ شرط موجود نہیں ہے اور اس لیے فروخت کو دائرہ اختیار کے بغیر قرار دیا جانا چاہیے اور اسے ایک طرف رکھنے کا حکم دیا جانا چاہیے۔

ہم اس کے مطابق اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور اصل ملکیتی حصص سے مطابقت رکھنے والی زمینوں کے سلسلے میں فروخت کو الگ کر دیتے ہیں۔ اپیل کنندہ اس عدالت میں اپنے اخراجات کا حقدار ہوگا لیکن ہائی کورٹ یا نیچے دی گئی عدالت میں ہونے والے اخراجات برداشت کیے جائیں گے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔